پردہ ایک فطری ضرورت

محترمہ جہان آرا قزلباش

دنیا کے سارے قدیمی مذاہب اور معاشروں میں عورتوں کے پردہ کا چلن مدتوں سے جاری و ساری تھا۔ اسلام سے بہت پہلے یہودی اور عیسائی معاشرے کی عورتیں پردہ کرنے کے لئے یشمک (Yashmak) کا استعمال کیا کرتی تھیں۔ جبکہ اب اس لفظ کو غلط طریقہ سے مسلمان عورتوں کے برقع سے جوڑ دیا گیا ہے۔ یشمک کو عورتوں کا پورا بدن اور چہرہ ڈھانپنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا، جسکی ایک شکل آج بھی چرچ کی عیسائی ننس پہنتی ہیں۔ ہندوستان میں بھی لمبے گھونگھٹ کا استعمال مدت سے جاری تھا۔

مختلف شکلوں میں یشمک پہننے کا رواج انیسویں صدی تک یورپ اور دیگر عیسائی علاقوں میں رائج رہا۔ لیکن اسی صدی میں ایک برٹش (British) مشہور مصنف و مفکر ایچ، جی ویلس نے عورتوں کی آزادی (وُمنس لبریشن) کی تحریک کا آغاز کیا، حالانکہ ان موصوف کی کرداری پسماندگی کی کہانیاں مشہور ہیں۔ ایچ جی ویلس نے یورپ اور امریکا میں گھوم گھوم کر عورتوں کی آزادی کی تحریک کی خوب تشہیر کی جو آج بھی جاری ہے۔ شاید اس وقت موصوف کا مقصد عورت کو عریاں کرنے کا نہ بھی رہا ہو لیکن ان کے خود کے کردار کی ضروریات کو پورا کرتا تھا۔ قدیمی مذاہب میں عورتوں کے پردہ کی بابت کوئی قانونی نظام نہیں تھا بلکہ پردہ کو معاشرتی نظام کے تحت ہی رواج مان کر چلایا جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے عورتوں کو پردہ چھوڑنے یا عریانیت کو اپنانے میں زیادہ دشواریاں پیش نہیں آئیں، جبکہ مردوں کا ایک طبقہ ان کے اس فعل کی حمایت کر رہا تھا۔ کسی بھی طرح کے قانونی فقدان میں چرچ کے پاس بھی اس کی مخالفت کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اسلام الٰہی قوانین پر مبنی ہے جس نے ہر صنف کے فطری تقاضوں کے مابین اس طرح کے قانون مرتّب کئے جس میں ہر دو اصناف کے لئے منصفانہ، نمایاں اور معقول قوانین موجود ہیں جو انسانی فطرت سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے اسلام کو مذہب فطرت کہا جاتا ہے۔ چودہ صدیوں کے گزرنے کے بعد بھی آج تک ان قوانین کی مدلّل پرکھ میں اس کے بدترین مخالفین کو بھی کوئی کھوٹ اجاگر کرنے میں کامیابی نہیں ملی۔

کسی انسان کے کسی عمل کا مذاق اڑانا الگ بات ہے، جیسے کہ یہ کہنا کہ پردہ دورِ جاہلیت کی یادگار ہے، لیکن اس قسم کے رکیک حملوں میں دلیل یا سائنس کے معلوم کردہ حقائق ندارد ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ تضادی پہلوؤں کا ذکر ہی نہیں کیا جاتا، اس وقت بھی جبکہ سنجیدہ بحث کی جارہی ہو۔

عورت کے منفرد حقوق کی حفاظت کرنا یا عورت کو مرد کے برابر حقوق فراہم کروانے کی وکالت کرنا ایک الگ بات ہے لیکن عورت اور مرد کو کلی اعتبار سے برابر تصور کر لینا یا سمجھنا بالکل ہی الگ بات ہے۔ قدرت نے عورت اور مرد کو نہ صرف فعلیائی (فیزیولاجیکل) بلکہ اعصابی اور نفسیاتی تفریق کے ساتھ پیدا کیا۔ اس لئے کسی باشعور انسان کو دونوں کو برابر سمجھنے کی غلطی نہیں کرنی چاہیئے۔ اعصابی اختلاف کے باعث دونوں اصناف میں سوچنے، فیصلہ لینے اور ایک خاص قسم کے یکساں حالات میں ردِعمل کرنے میں الگ الگ اعصابی طریق استعمال کئے جاتے ہیں جن کو جدید سائنس ثابت کر چکی ہے۔ انسانوں میں فعلیاتی قوانین اتنے ہی اٹل ہیں جتنے فلکیاتی

قوانین۔ انہیں قوانین کے تحت عورت کے جسم کے ہر خلیہ (Cell) میں ''ایکس ایکس کروموسوم'' موجودہ ہوتا ہے جبکہ مردوں میں ''ایکس وائی کروموسوم'' کی موجودگی طے شدہ ہے جونسوانیت کی موجودگی یا غیر موجودگی طے کرتی ہے۔

قرآن و اسلام نے انہیں تو جیہات کی بنیاد پر دونوں اصناف کے بیچ آزادانہ اختلاط کو سخت ناپسند کیا ہے۔ اختلاط کی حدوں میں داخل ہونے میں پہلا قدم صنف نسواں کی کشش ہوتی ہے جو اُس کے فعلیاتی اعضا پر نظر پڑتے ہی تموج پیدا کرسکتی ہے۔عورت کے اس خاص جسمانی نظام کو قدرت نے اس کی حیا،عصمت اور عفّت کی شکل میں خود اس کے حوالے کر دیا ہے جس کی حفاظت بھی خود اُسی کو کرنا ہے۔

حیا،عصمت اور عفّت کو قدرت نے عورت کا قیمتی ترین گہنا قرار دیا ہے،جسکی حفاظت کا آسان سا طریقہ قرآن نے پردہ کا حکم دے کر بتادیا اور اس کو واجب قرار دیا۔ اس کے علاوہ پردہ کے مفصّل طریقے بھی قرآن کریم نے بتائے۔ (سورہ ۲۴:۳۱،۴۰،سورہ ۳۳:۵۳وغیرہ)۔

اسلام نے پردہ کواس لئے واجب قرار دیا تا کہ یہ صرف رواج نہ رہے بلکہ یہ عورت کی فطری ضرورت ہے تا کہ وہ اپنی حیا،عصمت اور عفّت کی حفاظت کر سکے اور دیگر اقوام کی طرح صرف رواج نہ بنے اور قانون کی بندشوں میں تصور کیا جائے۔ یہ قانون دلائل کے ساتھ نافذ کئے گئے۔

مخالفین کا یہ تصور کہ ''اسلام نے پردہ کو واجب کر کے عورتوں کی آزادی سلب کر لی اور عورت کی پسماندگی کی وجہ بن گیا''، قطعی غلط تصور ہے۔ قرآن نے عورت کو گھر میں قید کرنے کا حکم نہیں دیا۔وہ پردہ میں رہتے ہوئے باہر نکل کر اپنے کام بھی کرسکتی ہے اور اپنی حفاظت بھی کر سکتی ہے۔دیگر امور میں بھی ہر قدم پر قرآن نے عورتوں کے حقوق کی مکمل حفاظت کی ہے قرآن میں ارشاد ہوا کہ تم اللہ کے کام میں میزان پاؤ گے۔ پردہ کے حکم میں بھی میزان ہے۔یعنی شرعی طریقہ سے جسم کا پردہ کر کے عورت اپنے شایان شان ہر کام انجام دے سکتی ہے اور ہر جگہ آ جاسکتی ہے۔ پردہ کا قطعی یہ مطلب نہیں کہ وہ گھر کی چہار دیواری میں بیٹھ جائے۔

عورتوں کے لئے جناب سیدہؑ کی سیرت ایک آئینہ اور سنت ہے۔ جناب سیدہؑ ضرورت پڑنے پر گھر کے لئے پانی بھرنے تشریف لے جاتی تھیں۔وہ تاریخی واقعہ بھی ایک مثال ہے جب جناب سیدہؑ اپنے والد ماجد (رسولؐ) کی وراثت میں باغ فدک کا حق مانگنے خلیفۂ اوّل کے کھلے دربار میں تشریف لے گئیں اور وہاں کافی وقت تک مکالمہ کیا تھا۔

جن مغربی اقوام نے پردہ کو خیر باد کہا وہاں ایک صدی کے اندر ہی کے عرصہ میں بات عورت کی عریانی سے بھی آگے نکل گئی اور وہ سماج ٹوٹنے کے کگار پر ہے اور وہاں عورتوں پر ظلم کی داستانیں عام ہیں۔ ان کے مفکّرین کو اب اس سے نپٹنے کا کوئی راستہ سجھائی نہیں دیتا۔قدرت کی بنائی فطرت یا قوانین سے منکر ہونے میں تباہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔



سرِ حسینؑ شہادت کے بعد نیزے سے
یہ دیکھتا تھا کہ اب کتنا کام باقی ہے
(مولانا اولاد حسین نقوی شاعرؔ اجتہادی)

رباعی

خدائے سخن حضرت میر ببر علی انیسؔ مرحوم

مجلس میں عجب بہارِ چشمِ تر ہے
ہر لختِ جگر رشکِ گلِ احمر ہے
اشکوں سے نہ کس طرح ہو آنکھوں میں چمک
بے قدر ہے وہ صدف، جو بے گوہر ہے